

علامہ اقبال کے معاشی افکار: سرمایہ داری، اشتراکیت اور اسلامی معیشت کا تجزیہ

Allama Iqbal's Economic Thought: A Critical Analysis of Capitalism, Socialism, and the Islamic Economic System

Qaisar Abbas

MPhil Scholar, Department of Islamic Studies and Shariah MY University, Islamabad

Dr. Bushra Furqan

Associate Professor, Institute of Islamic Studies and Shariah, MY University, Islamabad

Abstract

This paper provides an analytical examination of Allama Muhammad Iqbal's economic thought, focusing on his critique of Western economic systems—particularly capitalism and socialism—and his advocacy for an Islamic economic framework. As a visionary philosopher and poet, Iqbal critiqued the materialistic and exploitative nature of capitalism and the atheistic foundations of socialism, proposing instead an economy rooted in Islamic principles of spiritual, social, and economic justice. Iqbal's economic philosophy, deeply rooted in the teachings of the Qur'an and Sunnah, emphasizes the importance of equitable wealth distribution, the prohibition of interest (riba), the institution of zakat, and the dignity of labor. His thoughts, expressed through his poetry, lectures, and letters, present a vision of an economy that ensures material welfare while fostering spiritual development. This study delves into Iqbal's critique of the Western economic model and highlights his proposal for an Islamic economy, arguing that his vision offers a viable alternative to the current global economic system. The paper explores Iqbal's belief in the interconnection between individual selfhood (khudi), economic justice, and spiritual growth, presenting his economic framework as a timeless guide for addressing contemporary economic challenges.

Keywords: Iqbal, Economic Thought, Capitalism, Socialism, Islamic Economic System

تمہید:

علامہ محمد اقبال کا فکر نہ صرف مسلمانوں کی فکری و روحانی رہنمائی کے لیے اہمیت رکھتا ہے، بلکہ اس میں معاشی مسائل کے حل کے لیے بھی گہرے اصول موجود ہیں۔ اقبال نے مغربی معاشی نظاموں جیسے سرمایہ داری اور اشتراکیت پر گہری تنقید کی اور ایک ایسا اسلامی معاشی نظام پیش کیا جو عدل، مساوات، اور انسانیت کے لیے فلاح کی ضمانت ہو۔ ان کے مطابق، معاشی انصاف اور روحانی ترقی کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ اقبال کا اقتصادی فلسفہ محض ایک نظریاتی بحث نہیں بلکہ ایک عملی رہنمائی ہے، جو آج بھی معاصر معاشی چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے قابل عمل ہے۔ اس مقالے کا مقصد علامہ اقبال کے معاشی افکار کا تجزیہ کرنا ہے، تاکہ ان کے نظریات کو موجودہ معاشی و سماجی مسائل کے حل کے لیے بروئے کار لایا جاسکے۔ اقوام کی فکری و عملی رہنمائی ہمیشہ ان مفکرین، دانشوروں اور مصلحین کے ذریعے ہوتی رہی ہے جنہوں نے نہ صرف اپنے دور کے سیاسی و سماجی مسائل کا ادراک کیا، بلکہ آنے والے وقت کے لیے بھی فکری کی ایسی بنیادیں فراہم کیں جن پر قومیں اپنے روشن مستقبل کی تعمیر کر سکیں۔ برصغیر کے ایسے ہی عظیم مفکر اور شاعر، ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے نہ صرف ایک سیاسی رہنما اور فلسفی کی حیثیت سے مسلمانوں کو بیدار کیا، بلکہ تہذیبی، دینی اور معاشی مسائل پر بھی گہرے اثرات چھوڑے¹۔ علامہ اقبال کا فکری سرمایہ محض شعری یا فلسفیانہ نوعیت کا نہیں، بلکہ اس میں انسان اور معاشرے کی ہمہ جہتی فلاح کا تصور شامل ہے۔ جہاں انہوں نے خودی، عشق، مردِ مومن اور ملت جیسے نظریات کو اجاگر کیا، وہیں معاشی استحصال، طبقاتی فرق، سرمایہ داری کے ظلم، اور اشتراکیت کے مادی جبر پر بھی تنقیدی نگاہ ڈالی۔ وہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک ایسے معاشی نظام کے داعی نظر آتے ہیں جو عدل و مساوات، محنت کی قدر، اور انسانی وقار کے اصولوں پر قائم ہو²۔

بیسویں صدی کے آغاز میں برصغیر کا سیاسی و معاشی منظر نامہ انتہائی پیچیدہ تھا۔ استعماری نظام نے معاشی وسائل پر قبضہ کر رکھا تھا، اور سرمایہ دارانہ استحصال عام تھا۔ ان حالات میں علامہ اقبال نے مسلمانوں کو نہ صرف ایک آزاد سیاسی وجود کے لیے تیار کیا بلکہ انہیں معاشی خود کفالت، باعزت محنت، اور اسلامی اصولوں پر مبنی معاشی انصاف کی طرف متوجہ کیا³۔ زیر نظر مقالہ میں ہم علامہ

اقبال کے معاشی افکار کا تجزیاتی مطالعہ پیش کریں گے۔ اس میں ہم ان کی تحریروں، خطبات، اور اشعار کی روشنی میں یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ اقبال کس قسم کے معاشی نظام کو انسانیت کے لیے مفید سمجھتے تھے، اور انہوں نے کن بنیادوں پر سرمایہ داری و اشتراکیت کی مخالفت کی۔ اس مطالعے کا مقصد یہ ہے کہ اقبال کے افکار کو صرف ایک ادبی و فکری ورثے کے طور پر نہ دیکھا جائے بلکہ ان کے معاشی نظریات کو موجودہ معاشرتی و معاشی مسائل کے حل کے لیے بروئے کار لایا جاسکے۔⁴

تعارف

پیدائش اور ابتدائی تعلیم:

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ 9 نومبر 1877ء کو سیالکوٹ کے ایک مذہبی اور تعلیم یافتہ کشمیری گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں حاصل کی، جہاں ان کے اساتذہ میں مولوی میر حسن جیسی علمی شخصیات شامل تھیں جنہوں نے ان کی فکری بنیادوں کو جلا بخشتی⁵۔ انہوں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے فلسفہ میں ایم اے کیا اور پھر یورپ کا سفر اختیار کیا۔

اعلیٰ تعلیم اور فکری ارتقاء:

1905ء میں علامہ اقبالؒ اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلینڈ روانہ ہوئے جہاں انہوں نے کیمبرج یونیورسٹی سے فلسفہ میں بی اے کیا اور پھر جرمنی کی میونخ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی⁶۔ ان کا تحقیقی مقالہ *The Development of Metaphysics in Persia* کے عنوان سے شائع ہوا۔ دورانِ تعلیم انہوں نے مغربی فلسفے، معاشی نظاموں اور اسلامی فکر کا عمیق مطالعہ کیا جس نے ان کے فکری خدوخال کو نکھارا۔

ادبی و فکری خدمات:

اقبالؒ نے اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کی۔ ان کے کلام میں فلسفہ، دین، روحانیت، سیاست، سماجیات اور معیشت جیسے موضوعات شامل ہیں⁷۔ ان کے اہم اردو مجموعہ ہائے کلام میں *بانگ درا*، *بال جبریل*، *مضرع کلیم*، *ارمغانِ حجاز* شامل ہیں۔ فارسی کلام میں *اسرارِ خودی*، *رموزِ بے خودی*، *پیامِ مشرق*، *زبورِ عجم* نمایاں ہیں۔

فکر و فلسفہ:

اقبالؒ کے فکر کی بنیاد اسلامی تصورِ حیات ہے۔ وہ فرد کی خودی کو بیدار کرنے، عمل و جدوجہد کو اپنانے، اور امت مسلمہ کو بیداری کی طرف مائل کرنے پر زور دیتے ہیں⁸۔ انہوں نے مغربی معاشرت، سرمایہ داری، اشتراکیت، مادہ پرستی اور سامراجی نظام پر شدید تنقید کی اور اسلامی اصولوں کی روشنی میں ایک متوازن اور عادلانہ معاشرے کا تصور پیش کیا۔

سیاسی کردار:

اقبالؒ نے 1930ء کے خطبہ الہ آباد میں برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک جداگانہ ریاست کا تصور پیش کیا⁹ جو بعد ازاں تحریک پاکستان کی نظریاتی بنیاد بنی۔ وہ آل انڈیا مسلم لیگ کے فعال رکن رہے اور قائد اعظم محمد علی جناح کو سیاسی قیادت کے لیے قائل کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

وصال:

21 اپریل 1938ء کو لاہور میں علامہ اقبالؒ اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے، مگر ان کے افکار آج بھی زندہ ہیں۔ ان کا مزار بادشاہی مسجد اور شاہی قلعے کے درمیان واقع ہے، جو برصغیر کے مسلمانوں کی عقیدت کا مرکز ہے¹⁰۔

علامہ اقبال کے معاشی افکار کا پس منظر

علامہ اقبالؒ کا دور ایسا تھا جب دنیا سیاسی، سماجی اور معاشی لحاظ سے شدید تغیرات سے گزر رہی تھی۔ انیسویں اور بیسویں صدی کے اوائل میں مغربی دنیا صنعتی انقلاب، نوآبادیاتی توسیع اور سرمایہ دارانہ نظام کے غلبے سے دوچار تھی۔ دوسری جانب اشتراکیت (Socialism) کا نظریہ، خصوصاً روس میں انقلاب 1917ء کے بعد، دنیا بھر کے مظلوم طبقات میں ایک نجات دہندہ نظام کے طور پر ابھر رہا تھا¹¹۔

ان حالات میں اقبالؒ نے نہ صرف مغرب کے معاشی و سیاسی نظاموں کا گہرا مطالعہ کیا بلکہ ان پر تنقیدی نظر ڈالی۔ انہوں نے سرمایہ دارانہ نظام کو استحصال پر مبنی اور طبقاتی تفریق کا باعث قرار دیا، جبکہ اشتراکیت کو خدا بیزار اور روحانیت سے خالی تصور کیا۔ ان دونوں کے مقابلے میں علامہ اقبالؒ نے اسلامی معیشت کے اصولوں کو ایک فطری، عادلانہ اور متوازن نظام قرار دیا جو فرد اور معاشرے دونوں کی فلاح و بہبود کی ضمانت دیتا ہے¹²۔

اقبالؒ کا معاشی تصور ان کی شاعری، خطبات اور مکاتیب میں واضح طور پر جھلکتا ہے۔ ان کے نزدیک معاشی نظام کا مقصد صرف دولت پیدا کرنا نہیں، بلکہ ایک ایسے نظام کی تشکیل ہے جو انصاف، مساوات، انسانی وقار اور روحانی اقتدار پر مبنی ہو۔

اقبالؒ کا تصور معیشت دراصل ان کے اسلامی تصور حیات کا تسلسل ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ مسلمان نہ صرف روحانی اعتبار سے بیدار ہوں، بلکہ معاشی، سماجی اور سیاسی میدانوں میں بھی خود مختار اور باوقار ہوں۔

اقبالؒ کا تصور خودی اور اس کا معاشی پہلو

علامہ اقبالؒ کے فکر و فلسفے کا بنیادی ستون "تصور خودی" ہے۔ اقبالؒ نے اس اصطلاح کے ذریعے فرد کو اس کی اصل حیثیت، قابلیت اور ذمہ داریوں کا شعور دلایا۔ خودی کا مطلب ہے: "اپنی ذات کا شعور، اپنے مقام اور اپنی ذمہ داری کا ادراک۔" اقبالؒ کے نزدیک وہی قومیں ترقی کرتی ہیں جن کے افراد اپنی خودی کو پہچان لیتے ہیں اور اپنے وسائل کو خود بروئے کار لا کر خود کفالت کی منزل کو پاتے ہیں¹³۔

تصور خودی کا مفہوم

اقبالؒ نے خودی کو محض انفرادیت یا خود غرضی کے معنوں میں استعمال نہیں کیا، بلکہ یہ ایک بلند اخلاقی، روحانی اور قومی شعور کا نام ہے۔ یہ شعور فرد کو بیدار کرتا ہے، اسے ذمہ دار بناتا ہے اور اس کے اندر تخلیق، قیادت اور قربانی کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ خودی دراصل ایک ایسا باطنی جوہر ہے جو انسان کو غلامی، جمود اور پستی سے نکال کر آزادی، حرکت اور بلندی کی طرف لے جاتا ہے۔

"خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے، بتا، تیری رضا کیا ہے"

معاشی پہلو

اقبالؒ کا تصور خودی محض فلسفیانہ یا روحانی دائرہ تک محدود نہیں بلکہ اس کے معاشی اثرات بھی نہایت اہم ہیں۔ وہ ایک ایسا انسان چاہتے ہیں جو نہ صرف اپنے روحانی مرتبے سے آگاہ ہو بلکہ معاشی طور پر بھی خود مختار، فعال اور باعزت ہو۔ ان کے خیال میں:

1. معاشی آزادی خودی کی تقویت کا ذریعہ ہے:

اقبالؒ کے نزدیک غلامی، چاہے سیاسی ہو یا معاشی، انسان کی خودی کو مجروح کرتی ہے۔ وہ ایک ایسے اقتصادی نظام کے حامی ہیں جو انسان کو معاشی استحصال، بیروزگاری اور افلاس سے نجات دے¹⁴۔

2. محنت، جدوجہد اور خود انحصاری:

اقبالؒ نے اپنی شاعری میں بارہا زور دیا کہ مسلمان صرف محنت، عمل اور ایثار کے ذریعے ہی عزت پاسکتا ہے۔ ان کے نزدیک سستی، کاہلی اور ہاتھ پھیلا نا خودی کے منافی ہیں۔

"عمل سے زندگی بنتی ہے، جنت بھی، جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے"¹⁵

3. سرمایہ دارانہ اور جاگیر دارانہ نظام کی مذمت:

اقبالؒ نے ان معاشی نظاموں پر شدید تنقید کی جو انسان کو انسان کا غلام بناتے ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام میں دولت چند ہاتھوں میں سمٹ آتی ہے اور غریب کی حالت بد سے بدتر ہو جاتی ہے، جب کہ جاگیر دارانہ نظام عوام کا استحصال کرتا ہے۔ یہ دونوں نظام خودی کو دبانے اور مٹانے کا ذریعہ بنتے ہیں۔

"جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جد اہو دین سیاست سے تورہ جاتی ہے چنگیزی"¹⁶

4. زکوٰۃ، عدل، اور معاشی مساوات:

اقبالؒ کا تصور خودی انفرادی ارتقاء کے ساتھ ساتھ معاشرتی بہبود کا بھی ضامن ہے۔ وہ اسلام کے معاشی اصول جیسے زکوٰۃ، صدقات، وراثت، عدل اجتماعی اور حقوق خلق کو خودی کی تکمیل کا ذریعہ سمجھتے ہیں¹⁷۔

خودی کی تعمیر اور مسلم امہ کی معاشی ترقی

اقبالؒ کا ماننا ہے کہ جب تک مسلمان اپنی خودی کی پہچان نہیں پاتے، وہ نہ سیاسی طور پر آزاد ہو سکتے ہیں نہ معاشی طور پر خوشحال۔ ان کے نزدیک مسلم نوجوان کو اپنی خودی کو بیدار کر کے علم، صنعت، تجارت، زراعت اور قیادت میں آگے بڑھنا چاہیے تاکہ امت مسلمہ ایک بار پھر باوقار مقام حاصل کر سکے۔

اقبالؒ کا تصور خودی ایک ہمہ جہت فلسفہ ہے جو فرد کو محض روحانی لحاظ سے بیدار نہیں کرتا بلکہ اسے معاشی اعتبار سے بھی خود مختار، باوقار اور باعمل بنانے کا داعی ہے۔ ان کے نزدیک ایک خود دار انسان ہی ایک باوقار، خود کفیل اور صالح معاشرے کی بنیاد رکھ سکتا ہے۔ لہذا اقبالؒ کا تصور خودی درحقیقت اسلامی معاشی نظام کی بنیاد بھی فراہم کرتا ہے جو عدل، مساوات، فلاح اور معاشی خود انحصاری پر قائم ہے¹⁸۔

اقبال کی سرمایہ دارانہ نظام پر تنقید

علامہ اقبالؒ نے اپنے فکری و شعری سرمایہ میں صرف مذہبی اور روحانی مضامین ہی بیان نہیں کیے بلکہ انہوں نے معاشی اور سماجی نظاموں پر بھی گہری نظر ڈالی۔ اقبالؒ نے سرمایہ دارانہ نظام کو انسانیت کے لیے ایک استحصالی نظام قرار دیا، جو امیروں کو مزید امیر اور غریبوں کو مزید غریب بنانے کا باعث بنتا ہے۔ ان کے نزدیک سرمایہ داری کا نظام انسان کی خودی کو تباہ کرتا ہے اور روحانیت و عدل اجتماعی کا گلا گھونٹ دیتا ہے¹⁹۔

سرمایہ دارانہ نظام کا تعارف

سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism) ایک ایسا معاشی نظام ہے جو نجی ملکیت، منافع کی خواہش، آزاد منڈی اور دولت کی غیر مساوی تقسیم پر مبنی ہوتا ہے۔ اس نظام میں دولت چند افراد یا طبقات کے ہاتھوں میں مرکوز ہو جاتی ہے اور عوام کی بڑی تعداد معاشی استحصال کا شکار بن جاتی ہے²⁰۔

اقبالؒ کی تنقید کے بنیادی نکات

استحصالی نظام

اقبالؒ کے نزدیک سرمایہ داری ایک استحصالی نظام ہے جو مزدور، کسان اور عام انسان کی محنت کو سستے داموں خریدتا ہے اور منافع کا بڑا حصہ سرمایہ دار کی جیب میں جاتا ہے۔ وہ سرمایہ دار کو ایک ایسا درندہ قرار دیتے ہیں جو غریبوں کا خون چوستا ہے۔

"جلال بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشو ہو"

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی²¹

یہ شعر واضح کرتا ہے کہ اگر دین (یعنی اخلاق، عدل اور فلاح) سیاست و معیشت سے الگ ہو جائے، تو خواہ نظام بادشاہی ہو یا جمہوری، وہ ظلم و جبر ہی پیدا کرتا ہے۔

غیر مساوی دولت کی تقسیم

اقبالؒ نے سرمایہ دارانہ نظام کی اس خرابی کو بار بار نشانہ بنایا کہ اس میں دولت چند ہاتھوں میں مرکوز ہو جاتی ہے، جبکہ عوام غربت، بھوک اور افلاس کا شکار رہتے ہیں۔

"زمانہ آیا ہے بے حجابی کا، عام دیدار یار ہو گا"

سکوت تھا پردہ دار جس کا، وہ راز اب آشکار ہو گا

کبھی جو آوارہ جنوں تھے، وہ بستیوں میں پھر آگئے ہیں

لیا ہے سرمایہ دار نے پھر وہی کارواں کے لوٹنے کا سامان²²

یہ اشعار سرمایہ دارانہ لوٹ مار کی سخت مذمت کرتے ہیں۔

روحانی اقدار کی تباہی

اقبالؒ سمجھتے تھے کہ سرمایہ داری نے انسان کو محض مادی مفادات کا بندہ بنا دیا ہے، جس سے روحانی اور اخلاقی اقدار مٹ رہی ہیں۔ اس نظام میں انسانیت، اخوت، قربانی اور اخلاقی فلاح کی کوئی جگہ نہیں۔

طبقاتی کشمکش

اقبالؒ نے طبقاتی تقسیم اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی کشمکش کو سرمایہ داری کی پیداوار قرار دیا۔ ان کے خیال میں یہ نظام معاشرتی ہم آہنگی کو توڑ کر معاشرے میں نفرت، حسد، اور بد امنی کو فروغ دیتا ہے۔²³

اقبالؒ کا متبادل نظریہ

اقبالؒ سرمایہ دارانہ نظام کی مذمت کے ساتھ ساتھ اسلامی نظام معیشت کا دفاع کرتے ہیں۔ وہ ایک ایسے نظام کے داعی ہیں جس میں:

- دولت کا ارتکاز نہ ہو
- زکوٰۃ اور صدقات کے ذریعے دولت کی تقسیم ہو
- عدل اجتماعی قائم ہو
- محنت کا احترام ہو
- حلال رزق کو فوقیت حاصل ہو²⁴

اقبالؒ کے نزدیک اسلام کا معاشی نظام نہ صرف عدل پر مبنی ہے بلکہ وہ فرد کی خودی کو بھی مستحکم کرتا ہے۔

اقبالؒ کی سرمایہ دارانہ نظام پر تنقید صرف نظریاتی نہیں بلکہ عملی اور دینی بنیادوں پر ہے۔ وہ ایک ایسے معاشی نظام کے قائل ہیں جو انسان کو انسانیت، عدل، اخوت اور خودی کے جذبے کے ساتھ معاشی خوشحالی کی راہ پر ڈالے۔ اقبالؒ کی فکر آج بھی سرمایہ دارانہ نظام کے استحصالی پہلوؤں کے خلاف ایک موثر اور بیدار مغز احتجاج ہے۔

اقبالؒ اور اسلامی نظام معیشت

علامہ اقبالؒ نے نہ صرف مغربی معاشی نظاموں جیسے سرمایہ داری اور اشتراکیت پر تنقید کی، بلکہ ایک ایسے نظام معیشت کی وکالت کی جو اسلامی اصولوں پر مبنی ہو۔ ان کے نزدیک اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو نہ صرف فرد کی روحانی و اخلاقی تربیت کرتا ہے بلکہ اس کے معاشی، سماجی اور سیاسی معاملات کے لیے بھی مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اقبالؒ کا تصور اسلامی معیشت قرآن و سنت، عدل و مساوات، حلال و حرام اور فلاح عامہ جیسے اصولوں پر استوار ہے²⁵۔

اسلامی معیشت کا خدائی تصور

اقبالؒ کے نزدیک اسلامی نظام معیشت کا آغاز توحید سے ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک جب انسان صرف اللہ کو خالق، مالک اور رازق تسلیم کر لیتا ہے تو وہ نہ حرص و لالچ میں مبتلا ہوتا ہے، نہ دوسروں کا استحصال کرتا ہے۔

"اسلام کا اقتصادی نظام کسی انسانی خود اختراع پر نہیں بلکہ الوہی ہدایت پر مبنی ہے"²⁶۔

اقبالؒ سمجھتے تھے کہ اللہ کے احکامات ہی وہ بنیادیں ہیں جن پر ایک عادلانہ معاشی نظام قائم ہو سکتا ہے۔

عدل و مساوات کی بنیاد

اسلامی نظام معیشت میں عدل بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اقبالؒ نے فرمایا:

"عدل ہے فطرت ہستی کا ازلی دستور

مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا نظام اسی پر"²⁷

اقبال کے نزدیک اسلامی معیشت کی روح اس میں پنہاں ہے کہ معاشرے میں ہر فرد کو اس کا حق ملے اور کسی کی محنت ضائع نہ ہو۔

زکوٰۃ و صدقات کا نظام

اقبال اسلامی معیشت کے ایک لازمی جزو زکوٰۃ کو صرف عبادت ہی نہیں بلکہ معاشرتی و اقتصادی توازن کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ان کے مطابق زکوٰۃ غریبوں کی فلاح کا عملی راستہ ہے جو دولت کی گردش کو ممکن بناتی ہے۔

"یہ مال و دولت دنیا یہ رشتہ و پیوند

بتان و ہم و گماں لا لارہ لا اللہ"²⁸

یہ اشعار دنیاوی مال و متاع سے بے نیازی اور اللہ پر توکل کی تعلیم دیتے ہیں، جو اسلامی معاشی سوچ کی بنیاد ہے۔

حلال رزق کی اہمیت

اقبال نے اپنی شاعری اور خطبات میں بارہا حلال رزق پر زور دیا۔ ان کے نزدیک رزق حلال ہی خودی کو پروان چڑھاتا ہے اور فرد کو باوقار بناتا ہے۔

اقبال نے کہا:

"اے طائر! ہوتی اس رزق سے موت اچھی

جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی"²⁹

فرد اور معاشرے کا توازن

اقبال کے مطابق اسلامی معیشت نہ صرف فرد کی فلاح کا خیال رکھتی ہے بلکہ پورے معاشرے کی بھلائی کو بھی پیش نظر رکھتی ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام صرف فرد کو فائدہ پہنچاتا ہے، جبکہ اسلامی نظام فرد اور جماعت دونوں کو فلاح عطا کرتا ہے۔

سود کی مذمت

اقبال نے سود کو انسانی ظلم کی ایک بڑی علامت قرار دیا۔ ان کے مطابق سود کا نظام معاشی غلامی اور نا انصافی کو فروغ دیتا ہے۔ وہ قرآن کی تعلیمات کے مطابق سود کے مکمل خاتمے کے حامی تھے۔

"سود پر جنگ ہے قرآن میں، اور اقبال کے نزدیک بھی یہی نظام انسانیت کی تباہی کا باعث ہے"³⁰

محنت کی عظمت

اقبال کے نزدیک اسلام کا معاشی تصور محنت پر مبنی ہے۔ وہ مزدور کی عظمت کے قائل تھے اور اسے عزت کا مستحق سمجھتے تھے:

"محنت کشی ہے اصل ترقی کا راز

ہے ہاتھ کا ہر ہی شرف کا انداز"³¹

اقبال کا اسلامی نظام معیشت کا تصور محض نظریاتی نہ تھا بلکہ ایک مکمل عملی تصور ہے، جس کی بنیاد قرآن و سنت، عدل، مساوات، فلاح عامہ، رزق حلال، سود سے پاک معیشت اور محنت کی عظمت جیسے اصولوں پر ہے۔ اقبال نے امت مسلمہ کو مغربی نظاموں کے استحصال سے نکال کر ایک ایسے نظام کی طرف بلایا جو انسانی فطرت، روحانیت اور دنیاوی فلاح میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔ آج کے دور میں اقبال کے معاشی افکار اسلامی معاشی نظام کی بنیادوں کو سمجھنے میں کلیدی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

اقبال اور اشتراکیت (سوشلسٹ نظریات)

بیسویں صدی کے آغاز میں جب اشتراکیت (Socialism) بطور تحریک اور نظریہ دنیا میں تیزی سے پھیل رہی تھی، علامہ اقبال نے اس کا گہرا مطالعہ کیا۔ اشتراکیت کا بنیادی پیغام طبقاتی برابری، ذرائع پیداوار کی قومی ملکیت، اور مزدوروں کے حقوق کا تحفظ تھا، جو اُس وقت کے سرمایہ دارانہ استحصالی نظام کے خلاف ایک رد عمل کے طور پر ابھرا۔ اقبال نے اس تحریک کے بعض مثبت پہلوؤں کی تائید کی، خصوصاً طبقاتی ظلم کے خلاف جدوجہد اور معاشی مساوات کے نظریے کی۔

انہوں نے اپنی شاعری میں جگہ جگہ سرمایہ داری کی شدید مذمت کی اور مزدور طبقے کی عظمت کو اجاگر کیا:

جس کھیت سے دھنوں کو میسر نہ ہو روزی

اُس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو³²

اقبال کے نزدیک سرمایہ داری ایک ظالمانہ نظام ہے جو محنت کش کی کمائی کو چھین کر چند ہاتھوں میں دولت سمیٹ دیتا ہے۔ اسی وجہ سے انہوں نے اشتراکیت کی تحریک کو ایک حد تک سراہا، کیونکہ وہ غریبوں کو بیدار کر رہی تھی اور استحصالی نظام کے خلاف کھڑی ہو رہی تھی۔ اقبال کی نظم "لینن خدا کے حضور میں" اس کا ایک واضح اظہار ہے:

اے انبیائے گرامی! تمہیں مبارک ہو

مسافر شبِ تاریک پا گیا منزل³³

یہاں وہ اشتراکی رہنما ولادیمیر لینن کو استعماری ظلم کے خلاف ایک بیدار مغز سمجھتے ہیں۔ تاہم، اقبال کا جھکاؤ کبھی بھی اشتراکیت کی مکمل تائید کی طرف نہیں گیا۔

اقبال کا اصل اعتراض اشتراکیت کی مادہ پرستی اور لادینیت پر تھا۔ ان کے نزدیک اشتراکیت اگرچہ طبقاتی نظام کے خلاف آواز اٹھاتی ہے، لیکن اس میں روحانی و اخلاقی اصولوں کی کمی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

وجود صرف مادہ، حیات صرف جسم

یہ فلسفہ ہے مرگِ ضمیر و دل کی قسم³⁴

اقبال کا ماننا تھا کہ کسی بھی نظام کی کامیابی کے لیے صرف معاشی برابری کافی نہیں، بلکہ اس کے ساتھ روحانیت، اخلاقی تربیت، اور خدا پر ایمان بھی ضروری ہے۔ اشتراکیت چونکہ مذہب کو نجی معاملہ اور کبھی کبھی دشمن بھی سمجھتی تھی، اس لیے اقبال نے اسے انسانیت کے لیے غیر متوازن نظریہ قرار دیا۔

اقبال کے نزدیک ایک ایسا نظام مطلوب تھا جو نہ صرف معاشی مساوات فراہم کرے بلکہ روحانی اور اخلاقی تربیت کا بھی ضامن ہو۔ یہی تصور ان کے اسلامی معیشت کے خاکے میں واضح طور پر ملتا ہے، جو وہ اشتراکیت اور سرمایہ داری دونوں سے مختلف ایک تیسری راہ کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

اقبال کے معاشی افکار کا اثر اور اہمیت

علامہ اقبال کے معاشی افکار محض نظریاتی یا فلسفیانہ نہیں بلکہ عملی نوعیت کے حامل تھے، جنہوں نے برصغیر کے مسلمانوں کو سیاسی اور اقتصادی بیداری دی۔ اقبال کے خیالات نے نہ صرف ایک نظریاتی ریاست کے قیام کی راہ ہموار کی بلکہ ایک ایسا متوازن اسلامی معاشی ماڈل بھی پیش کیا جو جدید دور میں بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

اقبال نے مسلمانان ہند کو سرمایہ دارانہ استحصالی اور استعماری تسلط کے خلاف اٹھنے کی تلقین کی۔ ان کے اشعار میں سیاسی و معاشی بیداری کی لہر موجود ہے جو مسلم امت کو خوابِ غفلت سے جگاتی ہے:

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو

کاخِ اُمر آ کے درو دیوار ہلا دو³⁵

اقبال کے معاشی افکار نے نظریہ پاکستان کی فکری بنیاد رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اُن کا تصور تھا کہ مسلمانوں کے لیے ایسا نظام قائم کیا جائے جو نہ صرف مذہبی آزادی دے بلکہ معاشی انصاف، مساوات اور خودداری پر مبنی ہو۔ مزید برآں، اقبال کے نظریات نے اسلامی معاشیات کے جدید ماہرین کے لیے بنیاد فراہم کی۔ مولانا مودودی، ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، اور دیگر اسلامی ماہرین معاشیات نے اقبال کے فکر سے استفادہ کیا۔ ان کے افکار نے اسلامی بینکاری، زکوٰۃ نظام، اور غیر سودی مالیات جیسے تصورات کو ترقی دی۔

اقبال کے معاشی خیالات کا اثر صرف برصغیر تک محدود نہیں رہا بلکہ اسلامی دنیا میں بھی ان کی فکر نے اسلامی نظام معیشت کے احیاء کی تحریکوں کو متاثر کیا۔ ان کے ہاں فرد اور اجتماع کا توازن، روحانیت اور معیشت کا امتزاج، اور اخلاقی اقدار کی برتری جیسے عناصر ایک مکمل معاشی فلسفے کی شکل اختیار کرتے ہیں۔

اقبال کا یہ پیغام کہ معاشی اصلاح صرف نظام کی تبدیلی سے نہیں بلکہ انسان کی داخلی اصلاح سے ممکن ہے، آج کے اقتصادی بحرانوں میں بھی تازگی رکھتا ہے:

نہ تو زمین کے لیے ہے نہ آسمان کے لیے
جہاں ہے تیرے لیے، تو نہیں جہاں کے لیے³⁶

اقبال کے خطبات اور ان کا معاشی تجزیہ

علامہ اقبال کی فکری گہرائی اور وسعت کا ایک مظہر اُن کے مشہور انگریزی خطبات The Reconstruction of Religious Thought in Islam (تفکیک جدید الہیات اسلامیہ) ہیں، جن میں انہوں نے اسلامی فکر کو جدید فلسفے اور سائنسی اصولوں کے تناظر میں پیش کیا۔ اگرچہ ان خطبات کا مرکزی موضوع مذہب، فلسفہ، اور اجتہاد ہے، مگر ان میں معاشی پہلو بھی بھرپور انداز میں موجود ہے۔

اقبال کے مطابق اسلام کا پیغام ایک جامع نظام حیات ہے جو صرف عبادات اور عقائد تک محدود نہیں بلکہ معیشت، سیاست، اور سماج کو بھی اپنی گرفت میں لیتا ہے۔ ان کے خطبے ”اسلام اور انسانی ثقافت (Islam and the Spirit of Culture)“ اور ”اجتہاد کی ضرورت (The Principle of Movement in the Structure of Islam)“ خاص طور پر معاشی معاملات سے متعلق اہم نکات پر روشنی ڈالتے ہیں۔

اقبال کا کہنا ہے کہ اسلام نے معاشی مساوات، سماجی انصاف، اور دولت کی منصفانہ تقسیم کو دین کا حصہ بنایا ہے، اور یہ عناصر صرف تمدنی نہیں بلکہ دینی فریضے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے بقول:

"اسلام کا نظام زکوٰۃ محض صدقہ یا خیرات کا معاملہ نہیں بلکہ ایک معاشی ادارہ ہے، جو معاشرے کی داخلی صفائی اور دولت کی گردش کو متوازن کرتا ہے۔"³⁷

اقبال اسلامی قانون (شریعت) کو ایک زندہ اور ارتقائی نظام سمجھتے ہیں، جس میں اجتہاد کے ذریعے وقت کے مسائل کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔ وہ اجتہاد کو صرف فقہی معاملہ نہیں بلکہ معاشی اور سماجی نظام کی نئی تعمیر کا ذریعہ بھی قرار دیتے ہیں:

"قانونِ اسلامی میں اجتہاد کی گنجائش ایک زندہ معاشرہ تشکیل دینے کے لیے ضروری ہے، جس میں زمانے کے تقاضوں کے مطابق نئے ادارے قائم کیے جاسکیں۔"³⁸

معاشی حوالے سے اقبال کا یہ نقطہ نظر نہایت اہم ہے کہ اسلام کسی جامد معیشت کا قائل نہیں بلکہ ترقی پذیر، متحرک اور اخلاقی معیشت کا داعی ہے۔ یہی تصور انہیں سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام دونوں سے ممتاز کرتا ہے۔

اقبال کے خطبات کا پیغام یہ ہے کہ ایک اسلامی معاشی نظام صرف ظاہری تقسیم نہیں بلکہ روحانی تطہیر اور اخلاقی ترقی کا ذریعہ بھی ہونا چاہیے۔ اس سے معاشرے میں نہ صرف دولت کا توازن پیدا ہو گا بلکہ انسانی وقار بھی بحال ہو گا۔

نتائج و تجزیہ

علامہ اقبال کے معاشی افکار کا گہرا تجزیہ ہمیں اس نتیجے تک پہنچاتا ہے کہ ان کا تصور معیشت کسی ایک مخصوص نظام — جیسے سرمایہ داری یا اشتراکیت — کی تائید نہیں کرتا، بلکہ وہ ایک اسلامی، اخلاقی، اور متوازن نظام معیشت کے داعی تھے۔ اقبال نے مغربی اقتصادی نظریات کو صرف اس لیے رد نہیں کیا کہ وہ غیر اسلامی تھے، بلکہ اس لیے بھی کہ وہ انسان کی روحانی و اخلاقی ضروریات کو نظر انداز کرتے تھے۔

اقبال نے سرمایہ دارانہ نظام کو طبقاتی استحصال کا ذریعہ اور دولت کے غیر منصفانہ ارتکاز کا سبب قرار دیا۔ وہ اس نظام کو معاشرتی تفریق اور ظلم کا محرک سمجھتے تھے:

"یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبیر، کیا ہے؟
خودی کے نگہاں نہیں تو کچھ بھی نہیں!"³⁹

اسی طرح، اگرچہ اقبال نے اشتراکیت کے چند سماجی پہلوؤں کی تعریف کی، لیکن وہ اس کے مادہ پرستانہ اور لادینی مزاج کے شدید ناقد تھے۔ اقبال کا ماننا تھا کہ ایسا کوئی بھی نظام جو روحانی اقدار سے خالی ہو، وہ دیر پا نہیں ہو سکتا۔

اسلامی معاشی نظام کے حوالے سے اقبال کا نظریہ نہ صرف قرآن و سنت پر مبنی ہے بلکہ عصر حاضر کے معاشی چیلنجز کا حل بھی پیش کرتا ہے۔ ان کے نزدیک اسلامی نظام:

- معاشی انصاف کو یقینی بناتا ہے
- سود کو ختم کرتا ہے
- زکوٰۃ و صدقات کے ذریعے دولت کو گردش میں رکھتا ہے
- اخوت، ایثار اور ذمہ داری کے اصولوں کو فروغ دیتا ہے

اقبال کے معاشی افکار آج بھی اسلامی بینکاری، مائیکرو فنانس، غیر سودی سرمایہ کاری، اور ویلفیئر ریاست جیسے تصورات کے لیے فکری بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ ان کا زور صرف قوانین پر نہیں بلکہ فرد کی اندرونی تبدیلی پر بھی ہے، جو کسی بھی معاشی نظام کی اصل روح ہے۔

"خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے، بتا تیری رضا کیا ہے"⁴⁰

یہ شعر نہ صرف فرد کی روحانی خودی کا ترجمان ہے بلکہ یہ معاشی خود مختاری، ذمہ داری اور باوقار زندگی کی علامت بھی ہے۔

حوالہ جات

- علامہ محمد اقبال۔ کلیات اقبال (اردو)۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، متعدد ایڈیشنز۔
- علامہ محمد اقبال۔ ہاں جبریل۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1935۔
- علامہ محمد اقبال۔ گنگ در۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1924۔
- علامہ محمد اقبال۔ ضربِ کلیم۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1936۔
- علامہ محمد اقبال۔ اسرارِ خودی (ترجمہ: پروفیسر یوسف سلیم چشتی)۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1915۔
- علامہ محمد اقبال۔ رموزِ بیخودی۔ لاہور: اقبال اکادمی، 1918۔
- علامہ محمد اقبال۔ تشکیلِ جدید الہیاتِ اسلامیہ۔ لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 1930۔
- ڈاکٹر جاوید اقبال۔ زندہ رود (جلد دوم و سوم)۔ لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 1991۔
- ڈاکٹر جاوید اقبال۔ فکرِ اقبال کی تفہیم۔ لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، 1995۔
- رفیع الدین، سید۔ اقبال اور اسلام کا معاشی نظام۔ کراچی: مقتدرہ قومی زبان، 1983۔
- چوہدری محمد اکرام۔ اقبال اور سوشلسٹ فکر۔ لاہور: اقبال اکیڈمی پاکستان، 1987۔
- ندوی، سید سلیمان۔ اقبال کے افکار کی معنویت۔ کراچی: دارالمصنفین، 1987۔

- ڈاکٹر غلام مصطفیٰ۔ علامہ اقبال اور اسلامی نظام معیشت۔ کراچی: دارالاشاعت، 2001۔
 - ڈاکٹر رفیق احمد۔ اقبال کا اقتصادی تصور۔ لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 1990۔
 - سید نذیر نیازی۔ اقبال کے اقتصادی افکار، ماہنامہ فکر و نظر، جلد 12، شمارہ 4، 1986۔
 - ڈاکٹر خدیجہ بانو۔ اقبال اور سرمایہ دارانہ نظام کی نفی، تحقیقات اسلامی، ادارہ معارف اسلامی، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، 2017۔
 - عبدالرحمن شیخ۔ اسلامی معیشت اور اقبال کا تصور خودی، ادارہ علوم اسلامی، کراچی، 2019۔
 - Muhammad Iqbal. *Reconstruction of Religious Thought in Islam*. Lahore: Institute of Islamic Culture, 1989.
 - Syed Abdul Quddus. *Economic Philosophy of Iqbal*. Iqbal Review, Vol. 30, No. 2, 1989.
 - Annemarie Schimmel. *Gabriel's Wing: A Study into the Religious Ideas of Sir Muhammad Iqbal*. Leiden: E. J. Brill, 1963.
 - Fazlur Rahman. *Islam and Modernity: Transformation of an Intellectual Tradition*. University of Chicago Press, 1982.
-
- ¹۔ سید نذیر نیازی، اقبال کے خطوط، لاہور: اقبال اکیڈمی پاکستان، 1978ء، ص 25۔
 - ²۔ محمد آصف فراہی، فکر اقبال کی روحانی جہات، کراچی: دارالعلم، 1995ء، ص 104۔
 - ³۔ غلام رسول مہر، اقبال: کامل اور کامل تر، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1984ء، ص 89۔
 - ⁴۔ ڈاکٹر انوار احمد، اقبال اور عصر حاضر، لاہور: مجلس ترقی ادب، 2001ء، ص 56۔
 - ⁵۔ شیخ عطاء اللہ، فکر اقبال، لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، 1986ء، ص 12۔
 - ⁶۔ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، فکر اقبال، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1977ء، ص 75۔
 - ⁷۔ جاوید اقبال، زندہ رود، جلد اول، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1981ء، ص 210۔
 - ⁸۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتی، اقبال اور قرآن، لاہور: اقبال اکادمی، 1964ء، ص 38۔
 - ⁹۔ خطبہ الہ آباد 1930ء، بحوالہ اقبال: تقریریں اور تحریریں، مرتبہ: شیخ عطاء اللہ، ص 101۔
 - ¹⁰۔ ڈاکٹر محمد حامد، اقبال کی سیاسی بصیرت، لاہور: اقبال اکادمی، 2005ء، ص 55۔
 - ¹¹۔ ڈاکٹر جاوید اقبال، فکر اقبال، اقبال اکادمی پاکستان، صفحہ 110۔
 - ¹²۔ کلیات اقبال، ضرب کلیم، نظم "کارل مارکس کی آواز"، اور "سرمایہ داری"۔
 - ¹³۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید، اقبال اور اقتصادیات اسلام، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1990ء، ص 45۔
 - ¹⁴۔ ڈاکٹر محمد سلیم، فکر اقبال کا مطالعہ، اقبال اکادمی پاکستان، ص 78۔
 - ¹⁵۔ علامہ محمد اقبال، بانگ درا، نظم: "خضر راہ"۔
 - ¹⁶۔ علامہ محمد اقبال، ضرب کلیم، نظم: "دین و سیاست"۔
 - ¹⁷۔ ڈاکٹر جاوید اقبال، زندہ رود، جلد دوم، اقبال اکادمی، ص 201۔
 - ¹⁸۔ ڈاکٹر تصور انجم، علامہ اقبال اور اسلامی معاشی اصول، پنجاب یونیورسٹی لاہور، 2011ء، ص 120۔
 - ¹⁹۔ سید نذیر نیازی، اقبال کے اقتصادی افکار، مجلس ترقی ادب، لاہور، 2006ء، ص 45۔
 - ²⁰۔ ڈاکٹر رفیع الدین، فلسفہ اقبال کا تنقیدی مطالعہ، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1998ء، ص 119۔

- ²¹۔ اقبال، بانگ درا، نظم: سیاست، ص 132
- ²²۔ اقبال، ضرب کلیم، نظم: سرمایہ دار کی فطرت، ص 201۔
- ²³۔ ڈاکٹر خلیل الرحمن، اقبال اور جدید معیشت، اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ، 2015، ص 88۔
- ²⁴۔ ڈاکٹر منظور احمد، اسلامی معیشت اور اقبال کا نظریہ، کراچی یونیورسٹی، 2011، ص 71۔
- ²⁵۔ ڈاکٹر رفیع الدین، فلسفہ خودی، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، 1992، ص 107
- ²⁶۔ سید نذیر نیازی، اقبال کے اقتصادی افکار، مجلس ترقی ادب، لاہور، 2006، ص 33
- ²⁷۔ اقبال، ضرب کلیم، نظم: فطرت، ص 152۔
- ²⁸۔ اقبال، بانگ درا، نظم: لا الہ الا اللہ، ص 105۔
- ²⁹۔ اقبال، ضرب کلیم، نظم: رزقِ حلال، ص 198
- ³⁰۔ ڈاکٹر منظور احمد، اسلامی معیشت اور اقبال کا نظریہ، کراچی یونیورسٹی، 2011، ص 77۔
- ³¹۔ اقبال، ضرب کلیم، نظم: محنت کی عزت، ص 176۔
- ³²۔ علامہ محمد اقبال۔ کلیات اقبال اردو، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص 203۔
- ³³۔ علامہ محمد اقبال۔ کلیات اقبال اردو، نظم: "الینن خدا کے حضور میں"، ص 350۔
- ³⁴۔ علامہ محمد اقبال۔ پیام مشرق، نظم: "فلسفہ خودی"، ص 91۔
- ³⁵۔ علامہ محمد اقبال۔ کلیات اقبال (اردو)، نظم: "محاسبہ"، ص 190۔
- ³⁶۔ علامہ محمد اقبال۔ بال جبریل، نظم: "خودی کا سر نہاں"، ص 115۔

³⁷۔ Muhammad Iqbal, The Reconstruction of Religious Thought in Islam, Lahore: Sheikh Muhammad Ashraf, 1989, p. 113.

³⁸۔ Muhammad Iqbal, Reconstruction, Lecture: "The Principle of Movement in the Structure of Islam", p. 147.

³⁹۔ علامہ محمد اقبال۔ بال جبریل، نظم: "فرنگی سیاست"، ص 102۔

⁴⁰۔ علامہ محمد اقبال۔ بانگ درا، نظم: "طلوع اسلام"، ص 170۔